ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

سیرت نگاری کے اخلاقی وسماجی پہلو کے معاشرے پر اثرات

Implication of moral and social aspects of search on society.

Dr. Yasmin Nazir
Assistant Professor Department of Islamic Studies
Government Sadiq College Women University Bahawalpur
yasmin.nazir@gscw.edu.pk
ORCID: 0000-0002-5029-0486
Misbah Sajjad
Ph.D. Research Scholar Department of Islamic Studies
Government Sadiq College Women University Bahawalpur
misbahsajjad125@gmail.com
ORCID: 0009-0009-2829-7399
Mehreen Majeed
Ph.D. Research Scholar Department of Islamic Studies
Government Sadiq College Women University Bahawalpur
ORCID: 0009-0000-8631-899X

Abstract

The art of writing the biography of the Prophet Muhammad (Seerat Nigari) holds a significant place in Islamic literature. Its ethical and social dimensions have deeply influenced societies throughout history. By highlighting the Prophet's moral virtues — such as honesty, compassion, justice, and humility — Seerat Nigari serves as a source of ethical guidance for individuals and communities alike. Socially, it fosters values like unity, equality, and a sense of brotherhood, promoting a harmonious social order. Through the portrayal of the Prophet's life and teachings, Seerat Nigari shapes personal character development and strengthens societal norms based on compassion, justice, and moral excellence. Thus, it plays a vital role in cultivating an ethical and cohesive society. In ancient time Arab society in which immorality, dishonesty and distraction of rights everywhere. But Rasool Allah gives all the people to equal rights and peace and order. But now a days society is deteriorating and forget the values of Islam. This is the need of the society to get awareness of the life of the Rasool Allah and get success in this world and here after.

Key words: *Moral, Social, Success, Equal rights, values.*

تعارف موضوع

سیرت نگاری اسلامی ادب کا ایک نہایت اہم اور مؤثر شعبہ ہے جس نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر معاشروں کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اخلاقی اقدار جیسے صداقت، شفقت، عدل و انصاف اور تواضع کو جس خوبی سے اجاگر کیا گیا ہے، وہ نہ صرف افراد کی کردار سازی کا ذریعہ بنتی ہیں بلکہ پورے معاشرے میں اتحاد، مساوات اور بھائی چارے کی فضا قائم کرتی ہیں۔ سیرت نگاری کے مطالعے سے ایک ایسا معاشرتی نظام پروان چڑھتا ہے جو ہمدردی، عدل اور اخلاقی عظمت پر مبنی ہوتا ہے۔ قبل از اسلام عرب معاشرہ بے راہ روی، ظلم اور ناانصافی کا شکار تھا، لیکن نبی کریم ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جہاں ہر فرد کو برابری کے حقوق اور امن و سکون حاصل ہوا۔ عصرِ حاضر میں جب معاشرتی اقدار زوال کا شکار ہیں اور اسلامی تعلیمات کو فراموش کیا جا رہا ہے، تو سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ وقت کی اہم ترین ضرورت بن چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ سے رہنمائی حاصل کر کے نہ صرف دنیاوی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے بلکہ آخرت کی فلاح بھی ممکن ہے۔

بنیادی سوال

1۔ موجودہ دور میں سیرت نگاری کی اہمیت کیا ہے؟

2۔ عصر حاضر کے مسائل کو سیرت نگاری کے ذریعے کیسے حل کیا جا سکتا ہے؟

3۔ کیا سیرت نگاری سماجی و اخلاقی برائیوں کے سد باب میں کوئی اہم کردار ادا کرتی ہے؟

تحقیق کے مقاصد

- سیرت نگاری کے بنیادی تصورات کو واضح کرنا
- سیرت طیبہ کے اخلاقی پہلوؤں کا تجزیہ کرنا

- سیرت نگاری کے سماجی پہلوؤں کو اجاگر کرنا
- معاشرے میں سیرت نگاری کے کردار کا جائزہ لینا کہ کس طرح سیرت نگاری سے افراد کی تربیت ہوتی ہے اور معاشرتی اقدار مضبوط ہوتی ہیں۔
- سیرت نگاری کے ذریعے اخلاقی و سماجی بگاڑ کے اسباب کا تدارک تجویز کرنا

سیرت کے لغوی معنی

سیرت کا لفظ عربی سے ماخوذ ہے، جسے عربی میں اسیرہ کہا جاتا ہے، جن کا مادہ کا سیر کرتے ہیں اس سے مراد چال کے ہیں۔ سیرت سے مراد چلنا، طریقہ، راستہ، حالت و کردار سنت، طرز زندگی اور عادت کیا ہیں۔ سیرت نگاری سے مراد کسی بھی شخص کے حالات زندگی کے بارے میں لکھنا، جبکہ سیرت النبی سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل کرنا یا پھر حضور ﷺ کے قول اور فعل کو بھی سیرت النبی کہا جاتا ہے۔ سیرت کا لفظ سب سے پہلے عبدالملک ابن ہشام نے کتاب "السیرۃ النبویہ" میں استعمال کیا۔[1]

قرآن میں ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[2]

"تمہارے لئے حضور ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔"

دنیا میں واحد حضور ﷺ کی ہستی ہے جن کی زندگی کا ہر پہلو تحریری صورت میں لکھ کر محفوظ کر لیا گیا حضور ﷺ کی زندگی ہمارے لیے زندگی کے تمام شعبوں چاہے وہ تعلیمی ہو، معاشی اور معاشرتی ہو سیاسی ہو یا پھر دینی ہو تمام شعبوں میں رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اس لیے قران پاک میں اللہ تعالی نے حضور ﷺ کی سیرت کی ضرورت و اہمیت کے لئے فرمایا ہے:

"أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ"[3]

" اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی، اور جو تم میں حکمران ہیں (ان کی)۔"

اس کے علاوہ دوسری جگہ قرآن میں ہے:

"مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ"[4]

" جس نے رسول کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

پس ان آیات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی سیرت تمام امت مسلمہ کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

سیرت النبی ﷺ کی سماجی اور معاشرتی ضرورت و اہمیت

جس طرح حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی تاریخ عالم میں محفوظ کی گئی ہے اس طرح کی کسی اور شخصیت کی زندگی کے حالات محفوظ نہیں کیے گئے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ صحابہ نے محفوظ کیا اور آج کل یعنی عصر حاضر کے مورخین یا سیرت نگاروں میں جتنا رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے بارے میں تحریر کیا اتنی معلومات کسی اور شخصیت کے بارے میں تحریر نہیں کیا۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر گوشہ محفوظ کیا گیا یہاں تک کہ مورخین نے حضور ﷺ کی سیرت کے کسی خاص پہلو جیسے حضرت محمد ﷺ کی سیاسی حکمت عملی، نبی اکرم ﷺ کی تعلیم یا تبلیغ کا طریقہ کار یا رسول اللہ ﷺ بحیثیت حکمران کے موضوعات پر سیرت نگاروں یا مؤرخین نے تفصیل کے ساتھ لکھا اسی طرح آپ ﷺ کے معاشرتی زندگی کے بارے میں اور آپ ﷺ کا طرز زندگی معاشرت بھی تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ۔ نبی خاتم النبیین ﷺ جس دین کو لے کر آئے وہ دین بھی زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ قرآن میں ہے:

"الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"[5]

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر لیا اور تم پر اپنی نعمتیں عائد کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا۔"

---

1 ʿAbd al-Raʾūf Ẓafar, *Uswa-yi Kāmal* (Lāhaur: Metro Printer, 2011), 41.
2 Al-Aḥzāb, 33:21.
3 Al-Nisāʾ, 4:59.
4 Al-Nisāʾ, 4:80.
5 Al-Māʾidah, 5:3.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

اسی طرح آپ ﷺ کی زندگی ہمارے لئے مکمل رہنمائی کا ذریعہ ہے آپ ﷺ کی زندگی ہمارے لئے معاشرتی اور سماجی زندگی میں بھی کامل رہنمائی کا ذریعہ ہے کہ ہمیں کس طرح معاشرے میں زندگی بسر کرنی چاہیے اس کی تفصیل سے قبل معاشرے کی تعریف بیان کریں گے معاشرہ کا لفظ معشر سے ہے جن سے مراد مل جل کر رہنے کے ہیں یا پھر وہ جماعت جس کے مابین اتفاق رائے ہو قرآن میں ہے:

"يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ"[6]

" اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اسی طرح معاشرہ کا لفظ معشر سے نکلا ہے جس کے معنی کی گزارنے کے ہیں۔"

جیسا کہ قران میں ہے:

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ"[7]

"اور اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرو۔"

آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل عرب معاشرہ جہالت میں ڈوبا ہوا تھا انسانی جان کی قدر و قیمت نہ تھی اہل عرب مختلف برائیوں میں مبتلا تھے۔ جس کی وجہ سے معاشرہ انتشار کا شکار تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ ﷺ نے عرب میں دین اسلام کی تعلیم دی اور ان میں جو معاشرتی برائیاں تھیں ان کی اصلاح کے لئے انھیں دینی تعلیمات دیں۔ تاکہ معاشرے میں امن وامان قائم ہو جائے اور مستحکم معاشرہ قائم ہو جائے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل عرب معاشرے میں معاشرتی برائیوں کی وجہ سے انسانی حقوق متاثر ہو رہے تھے۔ جس کی وجہ سے ہر طرف افراتفری کا عالم تھا لوگ آپس میں ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے۔ پس آپ ﷺ نے اس جہالت میں ڈوبے ہوئے معاشرے کی اصلاح کی اور انہیں زندگی بسر کرنے اور سماج یا معاشرے میں رہنے کے لئے اپنے عمل کے ذریعے رہنما اصول فراہم کیے۔ جس کی وجہ سے عرب معاشرہ مستحکم ہو گیا اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا۔ اس سے قبل عرب معاشرہ ہستی و جہالت کا شکار تھا۔ حضور ﷺ کی سماجی زندگی تمام لوگوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ کسی بھی معاشرے کے لیے یا بہترین سماج کے لیے انسانی اخلاق کی تشکیل بے حد ضروری ہوتی ہے جبکہ آپ ﷺ کا اخلاق بہترین تھا۔[8] قرآن میں ہے:

"وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ"[9]

"بے شک آپ ﷺ اخلاق کے بڑے درجے پر تھے۔"

اسی طرح جب آپ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور ﷺ کا کردار اور اخلاق پورا قرآن ہے۔ انسانی معاشرے کو مستحکم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے میں امن وامان کو قائم کیا جائے اور امن وامان کا قیام تب کسی معاشرے میں ممکن ہے جب اس معاشرے میں عدل وانصاف اور مساوات کا تصور ہو گا۔ عدل وانصاف اور مساوات کی بہترین مثالیں آپ کی حیات طیبہ سے ملتی ہیں جو کہ ہمارے لیے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجے گئے۔ قرآن میں ہے کہ

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[10]

" تحقیق تمہارے واسطے رسول اللہ کی زندگی عمدہ نمونہ ہے۔"

قبیلہ قریش کی فاطمہ نامی ایک خاتون نے جب چوری کی اور اس چوری کی وجہ سے جب اس کو سزا سنائی گئی تو سزا کی معافی کے لیے صحابی رسول حضرت زید رضی اللہ عنہ کو سفارشی بنا کر نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی قومیں اس لیے تباہ ہو گئیں کہ جب ان کے ہاں کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی غریب گناہ کرتا تو اس کو سزا دی جاتی تھی پس اگر اس کی جگہ میری بیٹی فاطمہ بھی ہوتی تو میں اسکو بھی سزا دیتا۔ پس آپ ﷺ نے مظلوموں اور محتاجوں کی مدد کی۔ مظلوموں کی دادرسی کے لیے معاہدہ حلف الفضول میں آپ ﷺ نے حصہ لیا اور فرمایا کہ اگر مجھے کوئی اس معاہدے کے بدلے سرخ اونٹ بھی دے گا تو میں نہیں لوں گا کیونکہ اس معاہدے کے ذریعے ظالم کو اس کے ظلم سے روکا جاتا اور مظلوم کی دادرسی کی جاتی تھی۔ پس اس لیے حضور ﷺ کی زندگی ہمارے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے۔[11]

---

6 Al-Raḥmān, 55:33.
7 Al-Nisāʾ, 4:19.
8 "ʿAṣr-e-Ḥāḍir meṅ Muṭālaʿa-yi Sīrat kī Ẓarūrat o Ahmīyat," *Jang News*, October 18, 2024.
9 Al-Qalam, 68:4.
10 Al-Aḥzāb, 33:21.
11 Muḥammad ʿUmar, *Rasūl Allāh □ kī Samājī Zindagī* (New Delhi: Jāmiʿa Nagar, n.d.).

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

آپ ﷺ نبی تھے، نبی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے بحیثیت بشر (انسان) ہونے کے ناطے تمام تر ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے سرانجام دیا۔ آپ ﷺ کی سیرت کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی معاشرتی امت مسلمہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے کیونکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں جہاں آپ ﷺ نے تبلیغی ذمہ داریاں اور انبیاء کی ذمہ داریاں ادا کیں وہاں آپ ﷺ نے اپنے عمل سے سماجی زندگی کو بھی امت مسلمہ کے لیے مثالی بنایا۔ آپ ﷺ اپنا ہر کام خود کرتے تھے، اپنے کپڑوں کو پیوند خود لگاتے تھے، گھر میں جھاڑو خود لگاتے تھے، بکریوں کا دودھ خود دھوہ لیتے تھے۔ اسی طرح پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی بھی کرتے تھے، بیمار کی عیادت بھی کرتے تھے، یتیموں کی کفالت بھی کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر پر تھے، راستے میں پڑاؤ کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کھانا پکانے کے لیے بکری ذبح کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے آپس میں کام بانٹ لیا تو آپ ﷺ نے کہا جنگل سے لکڑیاں میں لے کر آؤں گا صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ آرام کیجیے ہم خود کر لیں گے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں امتیاز کو پسند نہیں کرتا۔[12]

اسی طرح رسول اکرم ﷺ پر جس وقت پہلی وحی کا نزول ہوا تو آپ ﷺ گھبراہٹ کی حالت میں گھر پہنچے اور حضرت خدیجہ ؓ کو ساری کیفیت کا حال سنایا آپ ؓ نے حضور ﷺ کو کہا کہ آپ نے کبھی کسی کا برا نہیں چاہا، تو اللہ آپ کے ساتھ کبھی کچھ برا نہیں کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے اخلاق اور معاشرے میں رہنے کا منظم انداز تھا جو کہ لوگوں کے لئے فائدے کا باعث تھا۔ مستحکم معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ وہاں عدل وانصاف کو قائم کیا جائے۔ اسلام سے قبل عرب معاشرے میں جہالت تھی جس کی وجہ سے عرب معاشرہ بدحالی کا شکار تھا پس آپ ﷺ نے لوگوں کی اصلاح کی اور انہیں معاشرے میں رہنے کے لئے رہنما اصول و قواعد دیے۔ جو کہ کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لئے بے حد ضروری ہوتے ہیں تاکہ معاشرہ مستحکم ہو اور معاشرے میں امن وامان کا قائم رہے۔ کسی بھی معاشرے کی سلامتی اور بقا کے لیے ضروری ہے کہ اس معاشرے میں اس تعلیمات پر عمل ہو جو کہ حضور ﷺ نے دی چونکہ حضور ﷺ نے جو معاشرتی تعلیمات دیں وہ دنیا میں کسی اور ہستی نے نہیں دیں آپ ﷺ نے لوگوں کو نیکی کا حکم دیا برائی سے منع فرمایا کیونکہ قرآن میں ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ "[13]

دوسرے مقام پر حکمِ خداوندی ہے:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"[14]

آپ ﷺ کی ان تعلیمات کے ذریعے وہ عرب معاشرہ جو کہ جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوبا تھا۔ وہ ایک بہترین معاشرہ بن گیا۔ کیونکہ حضور ﷺ نے جو معاشرتی تعلیمات دیں پہلے ان پر خود عمل کر کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کو سکھایا کیونکہ دنیا میں جس قدر حضور ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے اتنی کسی اور کی نہیں۔ اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر شعبہ زندگی میں ہمارے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہے کیونکہ حضور ﷺ کی زندگی جامع مکمل ضابطہ حیات ہے۔[15]

حضور ﷺ نے ایک ایسے معاشرے کی بنیاد رکھی جو کہ دنیوی رغبت سے پاک تھا۔ جس میں اخلاص و محبت اور جانثاری کی صفات مزین تھیں کیونکہ قرآن نے جہاں ایمان کا ذکر کیا ہے وہاں اعمال صلح کا بھی ذکر کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو بھی اپنی سنت کے ذریعے درس دیا کہ بچوں پر رحم کرو، بڑوں اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، استاد اور شاگرد کی بھی مثالیں قائم فرمائیں۔ یہی وہ طریقہ ہے جس پر عمل کر کے ایک مثالی معاشرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ اعلیٰ اخلاق کے پیکر تھے۔ آپ ﷺ کی سیرت رشد و ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ قرآن نے جو انسان کو سماجی اصول عطا کیے ہیں وہ انسان کی فطرت کے مطابق ہیں۔ قرآن جو کہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے، اس نے ہمیں مکمل طور پر آداب معاشرت کی بھی تعلیمات مہیا کیں۔

نبوی معاشرے کی امتیازی خصوصیات

نبوی معاشرے کی امتیازی خصوصیات مندرجہ ذیل یہ ہیں۔ مساوات، آزادی، اخوت، عدل اور رواداری وغیرہ۔

مساوات

حضور ﷺ نے ایسے معاشرے کی بنیاد جس میں مساوات کا تصور پایا جاتا ہے دور جہالت میں اقرباء پروری اور قبائلی تعصب تھا۔ آپ ﷺ حجتہ الوداع کے موقع ہر مساوات کے بارے میں تعلیمات دیں کہ:

---

[12] ʿAbd al-Rashīd Ṭalḥa Nuʿmānī, *Sīrat-i Rasūl □ kā Samājī Pahlu* (n.p.: n.p., n.d.).
[13] Āl ʿImrān, 3:110.
[14] Al-Ḥashr, 59:7.
[15] Sufyān ʿAlī Fārūqī, *Nabī Karīm □ kī Muʿāsharatī Ẓindagī* (n.p.: n.p., n.d.).

"کسی سیاہ کو سفید پر اور سفید کو سیاہ پر کوئی برتری حاصل نہیں، برتری صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔"

کیونکہ قرآن میں ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"[16]

"اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے، اور ہم نے بنائے تمہارے خاندان اور قبائل تاکہ تم پہچان رکھو، بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزّت والا وہ ہے جو پرہیز گار ہے۔"

پس کسی بھی معاشرے کی ترقی اور امن وامان کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں قبائلی یا نسلی تفاخر نہ ہو بلکہ مساوات کا تصور پایا جائے تو معاشرہ مثالی ہوگا۔

آزادی

مسلم معاشرے میں امت مسلمہ کو پوری آزادی دی گئی ہے کہ وہ بالکل آزاد ہو کر ایک اللہ کی عبادت کرے اس کے حکم کی تکمیل کریں، کیونکہ ایک اللہ کی ذات واحد اور یکتا ذات ہے جو کہ عبادت کے لائق ہے۔ قرآن میں ہے کہ:

"قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌاللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ"[17]

"کہہ دیجئے اللہ ایک ہے، اللہ کسی کا محتاج نہیں، نہ اس نے کسی کو جنا ہے نہ وہ کسی سے جنا ہے اور کوئی اس کا ہمسفر نہیں۔"

اس لیے مسلم معاشرے میں رہائش پذیر مسلمانوں کو اس بات کی مکمل آزادی ہے کہ وہ دین اسلام پر قائم رہیں۔ دین اسلام ان کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا پورا حق ہے کہ وہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔

اخوت

حضور ﷺ نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی یہ معاشرہ ہمیں اخوت و مساوات کا درس دیتا ہے۔ جس کے ذریعے سے انسانی معاشرہ مستحکم و پائیدار ہو جاتا ہے جس معاشرے میں لوگوں میں آپس میں صلح ہو گی وہ معاشرہ مضبوط ہو گا اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ قرآن میں ہے کہ:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ"[18]

"بے شک مسلمان بھائی بھائی ہیں۔"

اسی طرح حدیث میں ہے:

"المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ"[19]

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے۔"

پس قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحکم معاشرے کے لیے اخوت و بھائی چارہ ہونا بے حد ضروری ہے۔

عدل وانصاف

حضور ﷺ نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی ہے اس میں عدل وانصاف کا بول بالا تھا۔ آپ نے امت مسلمہ کو بھی یہی درس دیا کہ معاشرے کی اصلاح و ترقی کے لئے عدل وانصاف بے حد ضروری ہے کیونکہ نص قطعی میں ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"[20]

"بے شک اللہ تمہیں عدل والاحسان کا حکم دیتا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

[16] Al-Ḥujurāt, 49:13.
[17] Al-Ikhlāṣ, 112:4.
[18] Al-Ḥujurāt, 49:10.
[19] Al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, ḥadīth no. 10.
[20] Al-Naḥl, 16:90.

"إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ"[21]

"بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اس لیے ضروری ہے کہ ہم جس معاشرے میں رہ رہے ہیں ہمیں چاہئے کہ حضور ﷺ کی تعلیمات پر عمل کر کے دنیا کو بھی یعنی معاشرے کو بھی امن کا گہوار بنائیں اور اپنی آخرت کو بھی سنت رسول ﷺ پر عمل کر کے سنواریں۔اس کے علاوہ حضور ﷺ نے ہمیں معاشرے میں رہنے کے جہاں اصول بتادیے وہاں ہمیں عبادات کے طریقے بھی بتائے اور یہ بھی بتایا کہ ہم معاشرتی زندگی کس طرح سے گزاریں۔ ہمیں معاشرتی مقاصد بھی بتائے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں ہمارے معاملات درست ہوں ۔معاشرے میں رائج قوانین اسلامی اصولوں کے مطابق ہو اور مسلمانوں کا طرز معاشرت اور نظام معیشت اسلام کے رہنما اصولوں کے مطابق ہو تا کہ معاشرہ مستحکم ہو اور عوام الناس بھی خوشحال ہو اور اسلامی معاشرے کی امتیازی خصوصیات یہ ہے کہ اس میں توحید کا بول بالا ہو۔اسلامی عقائد پر عقیدہ پختہ ہو اس کے علاوہ ارکان اسلام پر مسلم امت عمل کرنے والی ہو۔یعنی نماز،روزہ،زکوۃ اور حج کے ارکان کو بجالانے والی ہو۔یعنی ایسا معاشرہ ہو جس میں عوام الناس کی فلاح و بہبود کا خیال رکھا جائے، مفلسوں کی مدد کی جائے اور جن نیک اعمال کا اللہ نے حکم کیا ان کو بجالانا چاہیے۔[22]

اسلامی معاشرے کے نتائج واثرات

ایسا اسلامی معاشرہ جو کہ اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل کیا گیا ہو وہ اسلامی معاشرہ امن وامان اور سکون کا گہوارہ ہو گا۔اس معاشرے میں انسانی حقوق کا تحفظ ہو گا۔ایسے معاشرے میں انسان کا نفس بھی محفوظ رہے گا۔ ہر طرف بھائی چارے کی فضاء ہو گی۔لوگوں میں آپس میں اتحاد و محبت ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حقوق دیے چاہے وہ بھائی چارے کے تھے،عدل وانصاف تھا یا، پھر رواداری اسلامی معاشرے میں ان پر عمل ہو گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بحثیت مسلمان اور اسلامی معاشرے میں رہتے ہوئے رشتہ داروں کا خاص خیال رکھیں ان کی ضروریات زندگی کا اگر ہم صاحب استطاعت ہیں تو خیال رکھیں، کیونکہ :

"لَا يدخلُ الْجَنَّةَ قاطعُ رَحِمٍ"[23]

"قطعی رحمی (رشتہ داروں) سے تعلق توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔"

اس طرح سے مضبوط خاندانی نظام استوار ہو گا۔ایسا معاشرہ دنیا کے لیے ایک مثالی معاشرے کا نمونہ بن سکتا ہے۔ عصر حاضر میں اسلامی معاشرہ کئی مثائل کا شکار ہے۔جن میں سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ عصر حاضر کا نوجوان دینی تعلیمات سے غافل ہے۔جس کی وجہ سے معاشرے میں بدامنی ہے اور اسلامی معاشرہ جو کہ اعلیٰ اخلاق کا پیکر تھا۔ پستی اور زوال کا شکار ہے ایسا کیونکہ مسلمانوں نے اپنی اقتدار کھو دی ہیں ان سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے دور جدید کس کو آج کل کے ماڈرن لوگ کہتے ہیں تو اس دور کو دور جہالت کہا جائے بجانہ ہو گا۔ کیو نکہ دور حاضر میں آج کل ہر طرف افراتفری کا دور دورہ ہے۔ مسلمان دینی تعلیمات سے دور ہو گیا ہے۔جس کی وجہ سے معاشرے میں عدل وانصاف کا فقدان ہے اور معاشرہ فرقہ ورایت کا شکار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی، وہ اسلامی ریاست مسلم معاشرے میں نظر نہیں آتی۔ مسلمان نص قطعی سے دور ہو کر کئی مسائل کا شکار ہیں۔ جس کی وجہ سے دنیاوی زندگی تو متاثر ہو رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ ہماری آخرت بھی خراب ہو رہی ہے۔ بحثیت مسلمان ہم اسلامی طرز زندگی کو بھلا بیٹھے ہیں۔اہل مغرب کے نقش قدم پر چل کر نا صرف معاشرتی زوال کا شکار ہیں بلکہ دینی لحاظ سے بھی ہم ناکام ہیں۔ کیونکہ دینی تعلیمات کو ہم بھول بیٹھے ہیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ بحثیت مسلمان ہم دینی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کریں تا کہ معاشرہ بھی مستحکم ہو عوام الناس بھی خوشحال ہو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی بھی تکمیل ہو۔ عصر حاضر میں نوجوان نسل کو دینی تعلیمات سے روشناس کروایا جائے اس کے اندر دینی شعور کی آگاہی پیدا کی جائے۔ بھائی چارے اور رواداری کو فروغ دیا جائے۔خاندانی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق فروغ دیا جائے اور ایسی ریاست کا قیام کیا جائے جو کہ فلاحی ریاست ہو اور امت مسلمہ کو متحد کیا جائے ۔کیونکہ قرآن میں ہے:

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا "[24]

---

21 Al-Māʾidah, 5:13.

22 Abū ʿAmmār Zāhid al-Rāshidī, *Samājī Khidmat aur Sīrat al-Nabī* ﷺ (Jāmiʿat al-Hudā, September 1995).

23 Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī: al-Adab al-Mufrad bi al-Taʿlīqāt* (al-Riyāḍ: Maktabat al-Maʿārif lil-Nashr wa al-Tawzīʿ, 1st ed., 1419 AH / 1998), ḥadīth no. 64.

24 Āl ʿImrān, 3:103.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔"

رسول اللہ ﷺ کا اخلاق

اٹھارہویں صدی ہجری میں جب جدیدیت کا دور شروع ہوا تو معاشرہ اخلاقی انحطاط کا شکار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے موجودہ صدی میں لوگ محبت و ہمدردی کے احساس عاری ہیں۔ اور معاشرہ اخلاقی زوال کا شکار ہے۔ جیسے سچ نہ بولنا، ہمدردی نہ کرنا، لالچ کرنا اور دوسروں کے حقوق غضب کرنا جیسی بیماریوں کا شکار ہیں۔ ان تمام بیماریوں کے خاتمے کے لیے سیرت نبوی ﷺ سے آگاہی ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہی معاشرے میں امن وامان قائم رکھنے کی ضامن ہے۔[25]

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی بدولت تھوڑے سے وقت میں پوری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی ہے۔

اخلاق کے لغوی و اصطلاحی معنی

"اخلاق خلق سے نکلا ہے جس کے معنی خصلت عارت وطور طریقے کے ہیں۔ اس سے مراد حکمت خلقیہ کے ہیں۔[26]

امام غزالی نے اخلاق کی تعریف:

"فالخلق عبارة عن هَيْئَةٌ فِي النَّفْسِ رَاسِخَةٌ عَنْهَا تُصْدِرُ الْأَفْعَالَ بِسُهُولَةٍ وَيُسْرٍ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى فِكْرٍ وَرَوِيَّةٍ"[27]

"اخلاق سے مراد وہ عادات ہیں جو انسان کے نفسانی عادات سے واضح ہوتے ہیں۔ جو خود بخود انسان انجام دیتا ہے۔ جس کے لئے اس کو کوشش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔"

امام غزالی کی یہ تعریف اپنے اندر جامعیت رکھتی ہے۔ کسی بھی واقعہ کی صورت میں انسان جو فوری طور پر رد عمل کرتا ہے وہ اخلاق کہلاتا ہے۔

اخلاق کی اقسام

ہر انسان کے اندر دو طرح کے اخلاق ہو سکتے ہیں۔ جن میں ایک الا خلاق الحسنہ اور دوسرا اخلاق السیہ ہے۔

1۔ اخلاق السیئہ:

اس سے مراد وہ اخلاق ہے کہ جو انسان مہیا کرے، اس کے ساتھ بھی ویسا سلوک کیا جائے۔ اس کو عام اخلاق بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سلوک دوسروں کے رویوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔

2۔ اخلاق الحسنہ:

اخلاق الحسنہ سے مراد اعلیٰ اخلاق کے ہیں۔ یہ اخلاق کسی خاص کے لیے نہیں بدلتا بلکہ تمام گورے، کالے، امیر، غریب سب کے لیے برابر ہوتا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

"حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے آپ ﷺ سے ایک آدمی نے کہا کہ میں اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہوں، لیکن وہ میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے اور میں پھر بھی انہیں معاف کر دیتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ اسی طرح کرتے رہے تو جلد اللہ کی مدد آئے گی۔"[28]

آپ ﷺ کا اخلاق دنیا میں سب سے بہترین ہے۔ جس شخص نے بھی رسول ﷺ کی سیرت پر عمل کر لیا تو اس نے دنیا میں بھی کامیابی حاصل کر لیا اور آخرت میں بھی جنت کا حق دار بن گیا۔ دنیا میں جتنے بھی ادیان بنائے گئے ہیں ان کی بنیاد اخلاق پر رکھی گئی ہے۔

اخلاق کی چند شرائط

---

[25] ʿAbd al-Raʾūf Ẓafar, *Uswa-yi Kāmal* (Lāhaur: Nashriyāt, 2009), 282.
[26] Abū al-Faḍl ʿAbd al-Ḥafīẓ Balyāwī, *Miṣbāḥ al-Lughāt* (Karāchī: Qadīm Kutub Khānah, n.d.), 219.
[27] Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad al-Ghazālī, *Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn* (Karāchī: Dār al-Ishāʿat, 1979), 123.
[28] Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad* (Cairo: Dār al-Fikr, 2002), ḥadīth no. 212.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
Vol.03 No.02 (2025)

اخلاق کے مندرجہ ذیل تین شرائط ہیں۔ جن کے ذریعے یہ جانچا جاتا ہے کہ اخلاق کس طرح کا ہونا چاہیے اور ایک اچھے اخلاق کی کیا نشانیاں ہیں۔ کیا ایک اچھا اخلاق ان کسوٹیوں پر پورا اتر رہا ہے یا نہیں جو اخلاق ان شرائط پر پورا اترتا ہے وہ بہترین اچھا تصور کیا جاتا ہے اور اس شخص کے اندر اخلاق الحسنہ جیسی صفات پائی جاتی ہیں۔

1۔اخلاق کا ماخذ صرف حکم خداوندی ہونا چاہئے۔

2۔اخلاق کی دوسری شرط بغیر غرض کے اخلاص کا ہونا ہے

3۔نیت کا صاف ہونا اخلاق کی تیسری شرط ہے۔

(شرط اول):

ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی کے احکامات کو بجالائے۔ کسی مظلوم کی مدد کرنا، حسن خلق سے لوگوں سے بات کرنا، احسان کرنا، دوسروں کا احترام کرنا بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

(شرط دوم):

بغیر کسی وجہ یا لالچ کے دوسروں کی مدد کرنا۔ یہ بھی اخلاق کی شرائط میں شامل ہے کہ تمام مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ رکھا جائے۔

3۔(شرط سوم):

صحیح بخاری کی پہلی حدیث ہے:

"بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اور ہر انسان کے لیے وہی ہو گا، جس کی وہ نیت کرے۔"[29]

اگر انسان کی نیت ہو گی تو اس کا عمل بھی اچھا ہو گا۔ اگر نیت خراب ہو گی تو اس کا توئی فائدہ نہیں۔ ایسا اخلاق سیہ کہلائے گا اخلاق الحسنہ نہیں کہلائے گا۔

اخلاق کی ضرورت واہمیت

دنیا میں جتنے بھی ادیان ومذاہب پائے جاتے ہیں ان کی بنیاد اخلاق حسنہ پر رکھی گئی ہے، لیکن اسلام نے اخلاق کو اتنی اہمیت دی کہ عبادت کا درجہ حاصل کر گئی ہے۔ جس شخص کا اخلاق اچھا ہو گا اور ایمان مضبوط ہو گا تو اس کی عبادتیں بھی قبول ہوں گی۔ اخلاق ایمان اور عبادت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اگر کسی شخص کا اخلاق اچھا نہیں تو اس کی عبادتیں کیسے قبول ہو سکتی ہیں۔ اخلاق کی ضرورت واہمیت ہر دور میں مسلمہ رہی ہے۔ ایک اچھا انسان وہ ہوتا ہے جس کا ظاہر باطن ایک ہی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا کمال یہی ہے کہ اتنے کم وقت میں اسلام پوری دنیا میں پھیلایا۔ جس کی بدولت آپ ﷺ کو معلم الاخلاق کہا جاتا ہے۔ جس شخص کا اخلاق اچھا نہیں ہے اس کی مثال ایک بے روح جسم کی طرح ہے۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جو کہ پوری نسل انسانی کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ جس کی بنیاد اخلاق حسنہ پر رکھی گئی ہے۔

معلم اخلاق ﷺ نے فرمایا:

"انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پالیتا ہے جو کہ وہ دن بھر روزے رکھ کے اور رات بھر عبادت کر کے بھی حاصل نہیں کر سکتا۔"[30]

حدیث نبوی میں اخلاق الحسنہ کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

"قیامت کے دن حسن خلق سے زیادہ بھاری چیز کوئی نہ ہو گی۔"[31]

اخلاق کا کمزور ہونا اخلاقی انحطاط کا باعث ہے اور اعلیٰ اخلاق کا حامل ہونا ایمان کا باعث ہے۔ جس شخص کا ظاہر اور باطن ایک جیسا نہ ہو گا تو وہ شخص منافق ہے۔ اس شخص کے لئے رسوائی ہے۔

عربوں کی اخلاقی حالت قبل از اسلام

---

[29] Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāḥ, 1422 AH), ḥadīth no. 1.
[30] Abū Dāwūd, *al-Sunan* (al-Riyāḍ: Dār al-Salām, n.d.), ḥadīth no. 478.
[31] Al-Khaṭīb al-Tabrīzī, *Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Cairo: Dār al-Fikr, n.d.), ḥadīth no. 8081.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

"اسلام سے قبل پوری دنیامیں اخلاقی وسحابی حالت بہت زیادہ خراب تھی۔ ہر جگہ قتل عام تھا، جھوٹ کی فراوانی تھی، بدعہدی کرنا، جھوٹی قسمیں کھانا، فریب دینا۔ اچھے اور برے میں فرق نہیں تھا۔ چوری ڈاکہ ہر طرف عام تھا، شراب نوشی، جوااور اپنے ہاتھوں سے بیٹیوں کو قتل کر دیناعام تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ دنیاایک آگ کا سمندر رہے اور یہ سمندر بہت گہرا ہے اور انسان اس میں کودنے کے لیے تیار ہے۔"[32]

نبوت سے قبل ہادی عالم کا اخلاق حسنہ

رسول ﷺ کی زندگی پیدائش سے لے کر وفات تک تمام مسلمانوں کے لئے مشعل راہ رہی ہے۔ حضور ﷺ کا اخلاق نہایت بلند تھا۔ نبوت سے پہلے 40 سال کے عرصے میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ پر خصوصی کرم رکھا کہ رسول اللہ ﷺ اچھے اخلاق پر قائم رہے اور معاشرے کی برائیوں سے دور رہے۔ آپ ﷺ کے کردار کے اندر اخلاق حسنہ کی تمام خوبیاں شامل تھیں۔ جس میں سچ بولنا، لوگوں سے صلہ رحمی کرنا، عدل وانصاف کرنااس قدر نمایاں تھے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ پوری عرب کی قوم میں ایک غیر معمولی انسان نظر آنے لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولااور تمام برائیوں سے دور رہے۔ آپ ﷺ کی جوانی اتنی پاک تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفسانی خواہشات پر ضبط ناقابل بیاں تھا۔ رسول ﷺ کی سیرت تمام نسل انسانی کے لئے مشعل راہ ہے۔ عرب کے جاہل معاشرے میں رسول اللہ ﷺ تہذیب و شائستگی کے پیکر تھے۔ نہ صرف آپ ﷺ کے رشتہ دار اور دوست احباب بلکہ آپ ﷺ کے دشمن بھی آپ ﷺ کے اخلاق سے متاثر تھے اور آپ ﷺ کو صادق امین کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کے بارے بیان کرتی ہیں:

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ"[33]

"نبی رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن مجید ہے۔"

رسول اللہ کی سیرت طیبہ ہر شخص کے لیے مشعل راہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بطور تاجر، سپہ سالار، بیٹے، باپ، خاوند، فاتح، قاضی، مدبر، پیغمبر زندگی کے تمام شعبوں میں اپنے فرائض سرانجام دیے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا کوئی ایک گوشہ بھی کسی کے لیے منفی نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ نے اپنی تمام زندگی کھول کر رکھ دی اور زندگی کے ہر موڑ پر تمام مسلمانوں کو رہنمائی دی۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل کی ذریعے وہ کام کر کے بھی دکھایا جس کا حکم دیااس پر پہلے عمل کیا۔

آپ ﷺ کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ سیرت نگاری کی بدولت رسول اللہ کے اقوال واحبار اور شمائل و فضائل ہی نہیں بلکہ ہر ادا کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا تا کہ آنے والے لوگ آپ ﷺ کی سیرت سے بخوبی آگاہ ہو سکیں اور زندگی کے ہر مقام پر آپ ﷺ کی سیرت اور طرز عمل کو دیکھ سکیں۔ رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور اخلاق سے متاثر ہو کر غیر مسلموں نے بھی اسلام قبول کیا۔ جس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

" أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:"خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ،فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ،وَلاَ:لِمَ صَنَعْتَ؟
وَلاَ: أَلَّا صَنَعْتَ"[34]

"حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال نبی کریم ﷺ کی خدمت کی اور آپ ﷺ نے کبھی مجھے اُف نہ کہا اور نہ کبھی یہ فرمایا، کہ یہ کیوں کیااور یہ کیوں نہ کیا۔"

آپ ﷺ تمام نسل انسانی کے لیے کریم بن کر آئے۔ آپ ﷺ مسلمانوں اور غیر مسلموں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں تمام لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے۔ ان کی عزت کرتے۔ آپ ﷺ نے زندگی گزارنے کے تمام سنہری اصول سکھائے۔ جس کی بناء پر آپ ﷺ خلق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل اور اخلاق نبوی کی خصوصیات

حضور اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ میں ایسی بہت سی مثالیں اور واقعات موجود ہیں جو آپ ﷺ کے اخلاق کی عمدہ مثال پیش کرتے ہیں۔

1۔ غیر مسلموں کے ساتھ طائف میں صبر و تحمل کا مظاہرہ:

جب طائف کے لوگوں نے آپ ﷺ کو بلا کر پتھر بسائے اور ظلم کے پہاڑ توڑے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو کچھ نہ کہا۔ بلکہ معاف کر دیااور ہادی عالم ﷺ ہونے کا ثبوت دیا۔

---

32 Shiblī Nuʿmānī, *Sīrat al-Nabī* □, 1:131.
33 Al-Muslim, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (al-Riyāḍ: Dār al-Salām, n.d.), ḥadīth no. 1739.
34 Al-Bukhārī, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, ḥadīth no. 6038.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

2۔عفو درگزر کا مظاہرہ:

فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ فتح ہو گیا تو غیر مسلم آپ ﷺ کے رویے سے خوف زدہ تھے اور رو رہے تھے کہ آپ ﷺ ان کو نقصان نہ پہنچائیں۔آپ ﷺ نے تمام غیر مسلموں کو معاف کر دیا۔کعبہ اسلام دشمن ابوسفیان نے جب اسلام قبول کر لیا تو ابوسفیان کے گھر کو دارامان قرار دیا۔[35]

3۔عدل وانصاف:

عدل وانصاف کے معنی برابر کرنا،سیدھا کرنا۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"[36]

"اللہ تعالیٰ تمہیں عدل واحسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔"

قرآن کریم میں اللہ ربّ العزّت نے متعدد مقامات پر عدل واحسان کرنے کا حکم دیا ہے۔آپ ﷺ نے مسلم و غیر مسلموں سب کے ساتھ عدل سے کام لیا۔"ایک مرتبہ قبیلہ بنو مخزوم کی فاطمہ نامی عورت نے چوری کی۔حضرت اسامہ بن زید سفارش کے لیے آئے لیکن آپ ﷺ نے سفارش کرنے سے انکار کیا اور فرمایا بنی اسرائیل اس وجہ سے تباہ ہوئے تھے کہ وہ ظالم کو چھوڑ دیتے اور مظلوم کو سزا دیتے تھے۔"

4۔غلاموں کے ساتھ حسن سلوک

آپ ﷺ نے نہ صرف غلاموں کو آزاد کیا بلکہ ان کو معاشرے میں اعلیٰ مقام عطاء کیا اور ان کے حقوق و فرائض متعین کیے۔انہیں زندگی گزارنے کا حق دیا۔آپ ﷺ نے غلاموں کو کبھی برا بھلا نہیں کہا اور آپ ﷺ اپنا کام خود کرتے تھے۔عرب کی جاہلانہ رسموں کو ختم کیا۔"آپ ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ کے والدین انہیں لینے آئے لیکن حضرت زید بن حارثہ نے آپ ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کیا۔"[37]

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک

آپ ﷺ نے عورتوں کو جائیداد میں حق مقرر کیا۔ان کو وراثت کا حق دیا گیا یہ صرف اسلام کی بدولت ہی ممکن ہوا کہ عورت کو بھی جائیداد میں حصہ دیا گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے اہل وعیال کے لیے تم سے بہتر ہوں۔"[38]

آپ ﷺ اپنی ازدواج مطہرات کے ساتھ بھی حسن سلوک رکھتے سب کو برابر کا درجہ دیتے اور عدل وانصاف قائم رکھتے۔

بزرگوں سے حسن سلوک

رسول اللہ ﷺ بزرگوں سے بھی حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔فرمان نبوی ﷺ ہے:

"جو رحم نہیں کرتا ہمارے چھوٹوں پر اور بڑوں کی عزت نہ کرے پس وہ ہم میں سے نہیں۔"[39]

آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ان کی سیرت سے آگاہی کے ذریعے ہی تمام مسلمان زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔سیرت طیبہ کا مطالعہ زندگی گزارنے کے تمام اصول فراہم کرتا ہے۔سیرت طیبہ پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت میں کامیابی ممکن ہے۔

7۔ایفائے عہد کے پابند:

آپ ﷺ کی سیرت کی سب سے بڑی خوبی عالم گیریت ہے۔آپ ﷺ کی اخلاقی تعلیمات کسی ایک خاص قوم یا خاص امت کے لیے نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی سیرت تمام نسل انسانی کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔وعدہ پورا کرنا ایک بہترین صنف ہے۔قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے:

"وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا"[40]

---

35 Ṣafī al-Raḥmān Mubārakpūrī, *al-Raḥīq al-Makhtūm* (January 2022), 568.
36 Al-Naḥl, 16:90.
37 Ibn Hishām, *Sīrat Ibn Hishām*, vol. 1.
38 Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *al-Sunan*, ḥadīth no. 3995.
39 Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *al-Sunan*, ḥadīth no. 1919.
40 Al-Isrāʾ, 17:34.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

"اور وعدہ پورا کرو، بے شک وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

آپ ﷺ نہ صرف مسلمانوں لے ساتھ وعدوں کو پورا کرتے بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ جو وعدہ کرتے اس کو پورا کرتے تھے۔

8۔ایثار و قربانی کا جذبہ:

آپ ﷺ نے ہجرت مدینہ کے وقت ایثار و قربانی کا جو جذبہ مہاجرین اور کفار کے درمیان قائم کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔

9۔صادق و امین جیسی خوبیاں:

نبوت سے قبل غیر مسلم آپ ﷺ کو صادق و امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ہجرت مدینہ کے وقت غیر مسلموں کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں۔آپ ﷺ نے اپنے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور کہا کہ یہ امانتیں امانت داروں کو لوٹا کر پھر آنا۔ یہ آپ ﷺ کی اخلاقی صفات کے سبب ہی ممکن ہوا کہ غیر مسلم بھی آپ ﷺ کی تعاریفیں کیا کرتے اور آپ ﷺ کو صادق کہہ کر پکارتے۔

سیرت نگاری کے اخلاقی و سماجی پہلو کے معاشرے پر اثرات

آپ ﷺ نے نہایت کم عمر میں عرب کی جاہل قوم کو مہذب قوم بنادیا اور تمام اخلاقی برائیوں کا خاتمہ کر دیا۔اور معاشرے میں اخلاق الحسنہ کو پھیلایا اور لوگوں کے اندر برائیوں کا شعور اجاگر کیا کہ لوگوں نے غلط اور درست میں فرق کرنا سیکھا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ دور میں سیرت نگاری کے اصولوں کو نوجوان نسل کے اندر آگاہی بیدار کرنی چاہیئے کہ وہ رسول ﷺ کی سیرت سے فائدہ اٹھا ہیں اور اپنی زندگی کو آسان بنائیں اور موجودہ دور کے مسائل کو حل کر سکیں۔اور اپنی اخلاقی اور سماجی زندگی کو بہتر بنائیں لیکن موجودہ دور میں معاشرہ بے راہ روی کا شکار ہو گیا ہے۔معاشرے میں اخلاقی و معاشرتی برائیاں عام ہو گئی ہیں۔مطالعہ سیرت کا فقدان ہے برائیاں عام ہو گئی ہیں۔مطالعہ سیرت کا فقدان ہے۔اخلاقی زوال شروع ہو گیا ہے۔لوگ تنزیلی کی طرف جا رہے ہیں۔معاشرہ جہالت کی طرف جا رہا ہے۔قتل عام ہے۔جھوٹ بولنا، وعدے کی پابندی نہ کرنا، چوری ڈکیتی، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، بددیانتی، شراب نوشی، جوا کھیلنا، خیانت کرنا، زنا کرنا عام ہو گیا ہے۔سماج میں نوجوان نسل بے راہ رواں کا شکار ہو گئی ہے۔،ہم جنس پرستی جیسی بیماریاں عام ہو چکی ہیں۔ٹیلی وژن، ڈراموں، فلموں میں لغویات اور بے شرمی کی باتیں عام ہو چکی ہیں۔غلط تصورات لکھنا، ایثار و قربانی جیسے ایثار و قربانی جیسے جذبے کا فقدان، جس کی بناء پر لوگوں کا ذہنی سکون برباد ہو چکا ہے۔اور معاشرہ پہلے جیسا جاہل بن رہا ہے۔جس کی بڑی وجہ سیرت طیبہ سے ناآشنائی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت طیبہ سے آگاہی کرائی جائے۔حکومت وقت۔ حکومت وقت نوجوان نسل میں اخلاق الحسنہ جیسی خوبیاں پیدا کرنے کے لیے اقدامات کرے۔ قانون کی پابندی کرنا سکھائے اور قرآن و حدیث کی تعلیم کو عام کرے تا کہ نہ صرف شہروں میں بلکہ دیہی علاقوں میں سیرت نگاری کا شعور پیدا کیا جائے تا کہ معاشرہ ایک اصلاحی و فلاحی معاشرہ بن سکے۔اور بحیثیت مسلمان ہم سب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم سیرت نگاری کے اخلاقی و سماجی پہلو کو سمجھیں اور جو معاشرتی برائیاں پھیل گئی ہیں ان کا سد باب کریں۔

نتائج

1۔اخلاقی تربیت میں سیرت نگاری فرد کے اندر سچائی دیانت اور قوت برداشت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔
2۔سیرت نگاری کے اصولوں کے ذریعے معاشرے میں امن و امان بھائی چارے کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔
3۔نوجوان نسل کو معاشرتی برائیوں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے
4۔اس سے نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار نہیں ہوتا۔
4۔ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے ذریعے سیرت نگاری کو زیادہ موثر بنایا جا سکتا ہے۔جس سے معاشرے کے زیادہ سے زیادہ افراد مستفید ہوتے ہیں۔

سفارشات

1۔ تعلیمی اداروں میں سیرت نگاری کو بطور مضمون شامل کیا جائے اور سیرت طیبہ کی آگاہی بچوں کو دلائی جائے۔
2۔ سکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں سیمینار منعقد کروائے جائیں تا کہ لوگ سیرت سے آگاہ ہو سکیں۔
3۔ سوشل میڈیا اور جدید ٹیکنالوجی کے درست استعمال سے سیرت نگاری کو عام کیا جائے۔
4۔اسلامی نظریاتی کونسل کو سفارشات بھیجی جائے کہ وہ اسلامیات کے مضمون میں سیرت کو زیادہ سے زیادہ شامل کریں کہ لوگ سیرت سے آگاہ ہو سکیں۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

کتابیات

* ʿAbd al-Raʾūf Ẓafar. *Uswa-yi Kāmal.* Lāhaur: Metro Printer, 2011.
* Muḥammad ʿUmar. *Rasūl Allāh kī Samājī Ẓindagī.* New Delhi: Jāmiʿa Nagar, n.d.
* ʿAbd al-Rashīd Ṭalḥa Nuʿmānī. *Sīrat-i Rasūl kā Samājī Pahlu.* n.p.: n.p., n.d.
* Sufyān ʿAlī Fārūqī. *Nabī Karīm kī Muʿāsharatī Ẓindagī.* n.p.: n.p., n.d.
* Abū ʿAmmār Zāhid al-Rāshidī. *Samājī Khidmat aur Sīrat al-Nabī .* Jāmiʿat al-Hudā, September 1995.
* ʿAbd al-Raʾūf Ẓafar. *Uswa-yi Kāmal.* Lāhaur: Nashriyāt, 2009.
* Abū al-Faḍl ʿAbd al-Ḥafīẓ Balyāwī. *Miṣbāḥ al-Lughāt.* Karāchī: Qadīm Kutub Khānah, n.d.
* Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad al-Ghazālī. *Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn.* Karāchī: Dār al-Ishāʿat, 1979.
* Aḥmad ibn Ḥanbal. *Musnad Aḥmad.* Cairo: Dār al-Fikr, 2002.
* Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī. *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī.* Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najāḥ, 1422 AH.
* Abū Dāwūd. *Al-Sunan.* Al-Riyāḍ: Dār al-Salām, n.d.
* Al-Khaṭīb al-Tabrīzī. *Mishkāt al-Maṣābīḥ.* Cairo: Dār al-Fikr, n.d.
* Shiblī Nuʿmānī. *Sīrat al-Nabī .* 1:131.
* Muslim ibn Ḥajjāj. *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ.* Al-Riyāḍ: Dār al-Salām, n.d.
* Ṣafī al-Raḥmān Mubārakpūrī. *Al-Raḥīq al-Makhtūm.* January 2022.